8

دین کے لیے زندگی وقف کرنے والے نوجوانوں سے خطاب

اس امر کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا مطمحِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہونا چاہیے

(فرمودہ 24 فروری 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"میں نے پچھلے خطبات جمعہ میں وقف کے متعلق بعض باتیں بیان کی تھیں۔ ان کے متعلق باہر سے بھی جماعت کے دوستوں کے خطوط آ رہے ہیں اور ربوہ سے بھی بعض خطوط آ رہے ہیں اور کچھ نوجوان ان سے متأثر ہو کر اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ باہر سے بھی بعض گریجوایٹوں کی درخواستیں وقفِ زندگی کے متعلق آئی ہیں اور یہاں سے بھی بعض ایسے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کی ہیں جو بی۔اے یا بی۔ایس۔سی کلاسز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور کچھ ایسے نوجوان بھی ہیں جو عربی پڑھ کر جامعۃ المبشرین میں آنا چاہتے ہیں۔

اِسی سلسلہ میں ایک خط ایک واقفِ زندگی مبلغ کی طرف سے آیا ہے جس میں اُس نے لکھا ہے کہ میں نے اس بات پر غور کیا ہے کہ واقفینِ زندگی میں بددلی کیوں پیدا ہو رہی ہے۔ اور غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اِس کا موجب خود واقفینِ زندگی ہیں۔

بعض واقفینِ زندگی ایسے ہیں جنہوں نے اپنے فرائض کو پوری طرح ادانہیں کیا اور سلسلہ نے انہیں فارغ کر دیا۔ وہ اپنی عزت بچانے کے لیے لوگوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ واقفینِ زندگی سے اچھا سلوک نہیں ہوتا اور وہ اس قدر پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ دوسرے نوجوان بھی اس سے متأثر ہو جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اپنی عزت بچانے اور اپنی نااہلیت پر پردہ ڈالنے کے لیے ایسا کہہ رہے ہیں۔ یہ اطلاع دینے والے مبلغ ایک ایسے شہر میں رہتے ہیں جہاں ملازمت کے خواہشمند اکثر جاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایسے واقفینِ زندگی جو اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے وقف سے فارغ کر دیئے گئے ہیں اور وہ تلاشِ روزگار کے سلسلہ میں اِس شہر میں آتے ہیں، وہ دھکّے کھاتے پھرتے ہیں اور انہیں کوئی اچھی ملازمت نہیں ملتی۔ وہ لوگ اپنی اِس ذلّت کو چھپانے کے لیے کہ انہیں جھک مارنے کے بعد بھی کچھ نہیں ملا اِس قسم کا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ مرکز میں اُن سے اچھا سلوک نہیں ہوا۔ لوگ انہیں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ دین کی خدمت سے بھاگے تھے اس لیے انہیں یہاں بھی کچھ نہیں ملا۔ اِس پر وہ اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتے ہیں کہ دراصل مرکز میں واقفینِ زندگی سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس مبلغ نے لکھا ہے کہ غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ لوگوں میں وقف سے بددلی کا اصل موجب انہی لوگوں کا پروپیگنڈا ہے۔

میرا اپنا تجربہ بھی یہی ہے کہ بعض وقف سے بھاگنے والے نوجوان ایسا کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض نوجوانوں کو ہدایت بھی مل جاتی ہے لیکن بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔ پھر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض ایسے نوجوان بھی ہیں جنہوں نے وقف توڑا اور باہر انہیں اچھی ملازمتیں مل گئیں۔ اور کئی ایسے نوجوان ہیں جو وقف سے بھی بھاگے لیکن باہر جا کر بھی انہیں کوئی ملازمت نہ ملی اور وہ جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ یہ دونوں مثالیں موجود ہیں۔ بہرحال اگر کسی کو وقف سے بھاگنے کے بعد اچھا چانس (Chance) مل جاتا ہے تو اسے قانون نہیں سمجھنا چاہیے۔

لطیفہ مشہور ہے کہ کسی کی کوئی خادمہ تھی۔ پنجاب کے دیہات میں عموماً ایندھن

خرید انہیں کرتے بلکہ لوگ باہر سے گوبر اُٹھا لاتے ہیں اور اُس کے اوپلے بنا کر جلا لیتے ہیں۔ کوئی آسودہ حال دیہاتی تھا۔ اس نے ایک دن اپنی ایک خادمہ کو گوبر اکٹھا کرنے کے لیے باہر بھیجا۔ اُس دن شدید سردی تھی اور رات اتنا پالا 1 پڑا تھا کہ بعض جانور بیہوش ہو کر گر گئے تھے۔ وہ نوکرانی گوبر اکٹھا کرنے کے لیے گئی تو اُسے سردی سے ٹھٹھرا ہوا ایک خرگوش نظر آیا۔ وہ اُسے اُٹھا کر گھر لے آئی۔ گھر کے سب افراد نے اُسے خوب شاباش دی اور کہا تم بڑی ہوشیار ہو۔ تُو گوبر اکٹھا کرنے گئی تھی اور شکار مار لائی۔ شام تک گھر میں اس نوکرانی کی تعریف ہوتی رہی۔ وہ نوکرانی ہوشیار بھی تھی لیکن اِس کے ساتھ ہی وہ بیوقوف بھی تھی۔ صبح ہوئی تو وہ مالک سے کہنے لگی بی بی! ''میں گوہیاں نوں جاواں یا سئیاں نوں'' یعنی میں گوبر اُٹھانے جاؤں یا خرگوش پکڑنے جاؤں؟ اِس پر سب گھر والے ہنس پڑے کہ اِس کا یہ خیال ہے کہ اسے ہر روز خرگوش مل جایا کرے گا حالانکہ ہر روز خرگوش نہیں ملا کرتا۔ اسے کل مل گیا تھا تو یہ ایک اتفاقی بات تھی۔

اِسی طرح بعض ایسے واقفِ زندگی بھی ہیں جن کے ساتھ اِسی قسم کا اتفاق ہوا۔ وہ وقف توڑ کر گئے تو انہیں اچھی ملازمتیں مل گئیں لیکن ہر ایک کو اچھی ملازمت نہیں ملی۔ کئی ایسے بھی ہیں کہ وہ وقف سے بھاگے لیکن ابھی تک ملازمت کی تلاش میں جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ پس دونوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ جن کو اچھی ملازمتیں مل جاتی ہیں وہ اپنی کامیابی کو فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں کہ دیکھا وقف توڑ کر آئے تھے تو ہمیں اچھی ملازمتیں مل گئیں۔ لیکن جن لوگوں کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں اور وہ روزگار کی تلاش میں دھکّے کھاتے پھرتے ہیں وہ اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لیے یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ مرکز میں واقفینِ زندگی سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی خانساماں تھا وہ روزانہ لاف زنی کیا کرتا تھا کہ صاحب اُس کی بڑی عزت کرتا ہے اور اپنے اہم کاموں میں اُس کا مشورہ لیتا ہے۔ ایک دن صاحب غصہ میں تھا۔ اُس نے خانساماں کو اندر بلایا اور اُسے خوب مارا۔ گھونسوں اور طمانچوں کی آواز باہر بھی سنائی دی جس کی وجہ سے اُس کا سارا بھانڈا پُھوٹ گیا۔ اُس نے خیال کیا کہ اب کیا ہو گا۔ میں تو روزانہ کہا کرتا تھا کہ صاحب میری بڑی عزت کیا

کرتا ہے اور اپنے ذاتی کاموں میں بھی مجھ سے مشورہ لیتا ہے۔ لیکن آج اس نے مجھے خوب مارا ہے اور مار پیٹ کی آواز دوسرے لوگوں نے بھی سن لی ہے، وہ لوگ میرے متعلق کیا خیال کریں گے۔ چنانچہ وہ باہر آیا اور اس نے اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر زور سے مارا اور پھر ہا ہا ہا ہا کرنا شروع کر دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ دوسرے لوگ یہ خیال کریں کہ صاحب میری تعریف کر رہا تھا اور میں ہا ہا کر رہا تھا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر آوازیں نکال رہا تھا۔ اِسی طرح وہ واقفِ زندگی اپنی عزت محفوظ رکھنے کے لیے جھوٹے بہانے بناتے ہیں۔

میں نے اس مبلغ کا خط پڑھا تو مجھے خیال آیا کہ ہمارے بعض نوجوان روایتی گیدڑ جتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ اگر انہوں نے روایتی گیدڑ کا قصہ سنا ہوتا تو وہ ان لوگوں کے پروپیگنڈا سے کوئی اثر نہ لیتے۔ کہتے ہیں کوئی ہوشیار گیدڑ تھا۔ وہ ایک دن شکار کے لیے باہر گیا۔ وہ بڑی عمر کا تھا اور اپنے تجربہ کو ظاہر کرنے کے لیے اکثر مبالغہ آمیز باتیں کیا کرتا تھا۔ لیکن اُس دن ایسا ہوا کہ وہ پھنس گیا۔ ہم بچپن میں شکار کیا کرتے تھے تو ہم ایک قسم کی کُڑِکّی [2] بنایا کرتے تھے اور اُس سے فاختائیں وغیرہ پکڑا کرتے تھے۔ بعض بڑے سائز کی کُڑِکّیاں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ لوگ گیدڑ اور اس قسم کے جانور پکڑتے ہیں۔ وہ گیدڑ شکار کی تلاش میں گیا تو اس کی دُم ایک کُڑِکّی میں پھنس گئی جو شکار کی غرض سے کسی نے لگا رکھی تھی۔ اس کُڑِکّی میں پھنس جانے کی وجہ سے اس کی دُم کٹ گئی۔ جب وہ اپنے ساتھیوں میں گیا تو چونکہ وہ اس سے پہلے اپنی ہوشیاری کی بڑی داستانیں سنایا کرتا تھا اور آج وہ خود دُم کٹوا آیا تھا اِس لیے اُس نے اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لیے دوسرے گیدڑوں کے سامنے یہ تقریریں کرنی شروع کیں کہ ہماری ساری مصیبت دُم کی وجہ سے ہے۔ شکاری کُتوں کو ہماری دُم نظر آ جاتی ہے اور وہ ہمیں پکڑ لیتے ہیں۔ پھر شکاری کڑکیاں لگاتے ہیں تو اُن میں ہماری دُم پھنس جاتی ہے۔ اِس مصیبت کا بہترین علاج میرے خیال میں یہی ہے کہ ہم سب کو اپنی دُم کٹوا دینی چاہیے۔ اِس طرح ہم کُلّی طور پر مصیبت سے نجات حاصل کر لیں گے۔ دوسرے گیدڑوں میں ایک ہوشیار گیدڑ بھی تھا۔ اُس نے کہا تم ذرا ہماری طرف پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جاؤ تو ہم یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ تم ہمیں نصیحت کرنے میں کس قدر حق بجانب ہو۔ اگر تمہاری دُم ہے تو

تمہاری نصیحت ٹھیک ہے لیکن اگر تمہاری دُم نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں بھی اپنے جیسا بنانا چاہتے ہو۔ دوسرے گیدڑوں نے کسی نہ کسی طرح اس گیدڑ کی پیٹھ اُس کی طرف پھیر دی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی اپنی دُم کٹی ہوئی ہے۔

یہی حال اُن واقفین کا ہے جو اپنی غلطیوں کی وجہ سے وقف سے فارغ کر دیئے جاتے ہیں یا وہ خود وقف توڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے نوجوان بھی اس طرف نہ آئیں اور اس طرح ان کی ذلت پر پردہ پڑا رہے۔ پس اس مبلغ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے۔ میں خود بھی جانتا ہوں کہ ایسے واقفین باہر جا کر اس قسم کا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ ان سے مرکز میں اچھا سلوک نہیں ہوا۔ اس مبلغ نے لکھا ہے کہ میں ایسے شہر میں رہتا ہوں جس میں ملازمت کے متلاشی لوگ آتے رہتے ہیں اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ جو لوگ وقف توڑ کر آتے ہیں انہیں اس گزارہ جتنی بھی تنخواہ نہیں ملتی جو جماعت انہیں دیتی تھی۔ چنانچہ وہ دھکّے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر اگر کسی کو باہر آ کر کچھ زیادہ تنخواہ بھی مل جاتی ہے تو وہ بھی دھوکا ہی ہوتا ہے۔ مثلاً کراچی میں کسی کو سَو روپیہ مل جائے اور یہاں اسے اسّی روپیہ ملتے تھے تو یہاں کے اسّی روپے کراچی کے سَو روپیہ سے زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ وہاں بعض اوقات ستّر اَسّی روپے تو مکان کا کرایہ ہی ہوتا ہے۔ پھر کھانا بھی نہایت مہنگا ہوتا ہے۔ غرض ظاہری طور پر کسی کو یہاں کے گزارہ سے زیادہ بھی مل جائے تو یہ محض دھوکا ہوتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں اخراجات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ پس اس مبلغ نے لکھا ہے کہ وقف توڑ کر بھاگ جانے والے نوجوانوں کے پروپیگنڈا کی وجہ سے دوسروں میں وقف کے متعلق بددلی پائی جاتی ہے۔ اور اگر یہ بات درست ہے تو میرے نزدیک اس پروپیگنڈا کی وجہ سے بددل ہونے والے نوجوان اس روایتی گیدڑ سے بھی کم عقل رکھنے والے ہیں۔ اس روایتی گیدڑ نے تو دوسرے گیدڑ کی تقریر سن کر یہ کہہ دیا تھا کہ تم میری طرف اپنی پیٹھ پھیرو۔ اگر تمہاری دُم موجود ہوئی تو میں سمجھوں گا کہ تم اِس نصیحت میں حق بجانب ہو لیکن اگر تمہاری دُم کٹی ہوئی ہے تو تم ہمیں بھی اپنے جیسا بنانا چاہتے ہو لیکن ہمارے نوجوان ان لوگوں کی باتوں کی وجہ سے دھوکا میں آ جاتے ہیں۔ پس اصل حقیقت یہی ہے کہ بعض لوگ غلطی کرتے ہیں تو بعد میں اُس پر

پردہ ڈالنے کے لیے دوسروں کو اسی غلطی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تا کہ سب ایک جیسے ہو جائیں۔
لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی بیکار آدمی تھا۔ اس کی گزارے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس نے کسی سے مشورہ لیا تو اس نے اُسے کہا کہ یہاں میلہ لگا کرتا ہے تم اس میلہ پر ایک خیمہ لگا دینا اور اس خیمہ کے اندر بیشک گوبر کا ڈھیر لگا دینا اور باہر ڈگڈگی بجا کر اعلان کرنا کہ بڑا عمدہ تماشا ہے اور روپیہ روپیہ ٹکٹ لگا دینا لیکن یہ نہ بتانا کہ اندر کیا ہے۔ جو ایک دفعہ اندر جائے گا وہ دوسروں کو بھی ضرور بلائے گا۔ چنانچہ اُس نے اِس مشورہ پر عمل کیا اور ایک خیمہ لگا کر اُس کے اندر گوبر رکھ دیا۔ خیمہ کے باہر کھڑے ہو کر اُس نے ڈگڈگی بجا کر یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ اندر بڑا اچھا تماشا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے بھی خیال کیا کہ جب ایک روپیہ ٹکٹ ہے تو تماشا بھی اچھا ہوگا۔ چنانچہ بعض لوگ ٹکٹ لے کر خیمہ کے اندر گئے لیکن وہاں انہوں نے تماشا کی بجائے گوبر پڑا دیکھا تو بہت شرمندہ ہوئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ دوسرے لوگ ہمارے متعلق کیا خیال کریں گے۔ چنانچہ اپنی اس شرمندگی کو چھپانے کے لیے انہوں نے بھی باہر نکل کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ بڑا اچھا تماشا ہے۔ ان کی باتوں سے متأثر ہو کر دس بارہ آدمی اَور اندر گئے۔ وہ بھی گوبر دیکھ کر سخت شرمندہ ہوئے اور اپنی اس شرمندگی کو چھپانے کے لیے انہوں نے بھی یہ کہنا شروع کیا کہ اس جیسا تماشا انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اِس پر ایک ہجوم تماشا دیکھنے کے لیے دَوڑ پڑا اور اس طرح اُس شخص کو کافی آمد ہو گئی۔
پس دنیا میں اِس قسم کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اپنی ذلّت چھپانے کے لیے طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنی بیوقوفی میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں بنانے کی وجہ سے اُس کی اپنی عزت تو رہ جاتی ہے لیکن دین کے کاموں میں رخنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اصل علاج یہ تھا کہ وہ توبہ کرتے اور کہتے ہم سے غلطی ہو گئی ہے، ہم اپنی کمزوری کی وجہ سے وقف کو برداشت نہیں کر سکے۔ لیکن اگر کوئی اپنے پروپیگنڈا کی وجہ سے دوسروں کو بددل کرے گا تو خدا تعالیٰ کے سامنے وہ کیا کہے گا کہ میں تو وقف سے بھاگا تھا لیکن میں نے دوسروں کو بھی زندگیاں وقف نہیں کرنے دیں اور سپاہیوں سے تیرا دین خالی ہو گیا۔ پس واقفین میں سے ہر ایک کو سمجھنا چاہیے کہ اُس کا معاملہ خدا سے ہے۔ اگر وہ

کوئی کوتاہی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ کسی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی بیوقوف تھا۔ ایک دفعہ نمبردار اُس کا برتن مانگ کر لے گیا مگر اس نے وہ برتن وعدہ کے مطابق واپس نہ کیا۔ ایک دن وہ اپنا برتن واپس لینے گیا تو اُس نے دیکھا کہ نمبردار اس میں ساگ ڈال کر کھا رہا ہے۔ وہ غصہ میں آ کر کہنے لگا کہ نمبردار! تُو میرا برتن مانگ کر لایا تھا اور اب تُو اس میں ساگ ڈال کر کھا رہا ہے۔ مجھے بھی ایسا ویسا نہ سمجھنا۔ اگر میں تیرا برتن نہ لے جاؤں اور اس میں پاخانہ ڈال کر نہ کھاؤں۔ اس بیوقوف نے یہ نہ سمجھا کہ وہ پاخانہ کھائے گا تو نمبردار کو کیا نقصان ہوگا۔ وہ اپنا نقصان آپ کرے گا۔

پس اگر وقف سے بھاگے ہوئے نوجوان اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو اس کا نقصان اُنہی کو پہنچتا ہے کیونکہ وہ اِس قسم کی باتوں کی وجہ سے خداتعالیٰ سے بگاڑ پیدا کر لیتے ہیں۔ ان کے لیے بہتر یہی تھا کہ وہ توبہ کرتے۔ پھر چاہے وہ وقف میں واپس نہ آتے لیکن اِس قسم کی باتیں بنا کر کم از کم دوسروں کے لیے بدنمونہ پیش نہ کرتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ممکن تھا کہ خداتعالیٰ انہیں معاف کر دیتا اور اُن سے اچھا سلوک کرتا۔ خداتعالیٰ بڑا رحیم اور کریم ہے۔ انسان سے کئی قسم کی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں کیونکہ وہ کمزور طاقتوں والا وجود ہے لیکن جب وہ خداتعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہے تو اگر اُس کی اصلاح ممکن ہو تو خداتعالیٰ اُس کی اصلاح کر دیتا ہے اور اگر اس کی اصلاح ممکن نہ ہو تب بھی وہ اپنی توبہ اور انابت سے خداتعالیٰ کے عفو کو بہت کچھ کھینچ لیتا ہے"۔ (الفضل 8 مارچ 1956ء)

---

1 : پالا: سخت سردی، کُہر (فیروز اللغات اردو جامع۔ فیروز سنز لاہور)

2 : کُڑِکّی: وہ آلہ جس سے لڑکے چھوٹے چھوٹے چڑیاں یا چوہیا پکڑتے ہیں۔ (اردو لغت تاریخی اصول پر جلد 14 صفحہ 883 کراچی 1992ء)